مؤرخ حسن کی فارسی ادب کو دین

از ڈاکٹر زبیدہ جان

وادی کشمیر نے ایسی درجنوں یگانہ روزگار علمی و ادبی شخصیتیں پیدا کرلی ہیں جو فارسی زبان و ادب میں کارہائے نمایاں انجام دیکر ایران کے علماء، وفضلاء اور شعراء کے مرتبوں کے قریب پہنچ گئی ہیں ان شخصیتوں میں بعض ایسے ایرانی دانشور بھی شامل ہیں جو مختلف جگہوں سے نقل مکانی کرکے کشمیر آگئے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ بیشتر ایسے ہیں جن کے آباؤ اجداد وادی کشمیر کی بار آور مٹی سے ہی پیدا ہوتے تھے ایسے لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنکے اسلاف اصل میں کشمیری الاصل ہندو تھے اور جو کشمیر میں اسلام کا نور پھیلنے کے بعد مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔

اسی آخری گروہ سے انیسویں صدی عیسوی میں وہ قابل قدر ادبی شخصیت ظہور پذیر ہوگئی تھی جو مورخ حسن کے نام سے مشہور ہے جہاں تک حسن کے ذات نامے (GENEOLOGY) کا تعلق ہے وہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وادی کشمیر کے ایک غیر مسلم شخص پنڈت گنیش کول دتاتری کی اولاد میں وہ سب سے ذہین تصور ہوتا تھا۔ اور وہی آگے چل کر ایک مورخ۔ ایک انشا پرداز۔ ایک اہم تذکرہ نویس اور فارسی و کشمیری زبان کے ایک شاعر کی حیثیت سے اپنی شناخت پیدا کرتا ہے اور فارسی نگاری میں اپنا نام چھوڑ چکی۔

مورخ حسن کا مورخ اعلیٰ پنڈت گنیش کول بعہد سلطان العارفین شیخ مخدوم حمزہؒ حلقہ بگوش اسلام ہوکر اُن ہی کے ارادت مندوں میں شامل ہوتے اور شیخ غازی الدین کے نام سے مشہور ہوا۔ غازی الدین کے ایک بیٹے شیخ یعقوب کے بعد شیخ محمد فاضل زونی مری اپنے زمانے کا ایک

Scanned by CamScanner

مشہور مشایخ تھا۔ فاضل نام کی مناسبت سے اُنکا خاندان بعد ازاں فاضلی کہلایا اور عالم بے بدل و مشایخ زمانہ ہونے کے ناطے مغل بادشاہوں نے محمد فاضل کو ایک بڑی جاگیر عطا کی تھی۔ مگر بہت مدت کے بعد جب کشمیر میں مغلیہ خاندان اور دُرانی دور ختم ہوا تو سکھوں کا کشمیر پر قبضہ ہو چکا تو انہوں نے فاضلی خاندان کی اس جاگیر کو ضبط کر لیا اس کاروائی سے مورخ حسن کے اسلاف بدحالی کا شکار ہو گئے جسکے نتیجے میں یہ خاندان سکھوں کے ہاتھوں کشمیریوں پر بے انتہا ظلم و ستم کی وجہ سے زونی مرہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوا اور سرینگر سے بانڈی پورہ آتے ہوتے بانڈی پورہ قصبہ کے جنوب مشرق میں واقع ایک گاؤں گامرُو میں سکونت پذیر رہا۔ اسی گاؤں میں ہمارا مورخ حسن شیخ محمد فاضل کی چوتھی پشت سے سنہ ۱۲۴۹ھ کے مطابق سنہ ۱۸۳۳ء پیر غلام رسول شیوا کے گھر میں پیدا ہوا۔

حسن کا والد شیوا بھی فارسی زبان کا بہت بڑا شاعر اور عالم تھا۔ اُسکا اکثر کلام نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی متعلق ہے شیوا کی نعت نگاری کا ڈھنگ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ عشق محمدیؐ سے سرشار تھا جسکا واضح ثبوت اسکے ان نعتیہ اشعار سے ملتا ہے ؎

اے مطلع فجر صبح مردان   رُخسار تو قبلۂ دل و جان

ابروتے تو طاق قاب قوسین   افگندہ بخشم تیر مژگان

ز مُہر نبوت تو ختم است   سرنامۂ خاتم سلیمان

کر سوز و فراق ز اشتیاقت   دارد جگرے چو سینہ بریان

"رسالۃ الطرفہ" "عجیب منظر" "کرامت اولیاء" اور "مجموعہ شیوا" مورخ حسن کے والد پیر غلام رسول شیوا کی چار اہم تصانیف ہیں۔

مورخ حسن اپنے دوسرے بھائی غلام احمد جید کے مقابلے میں غیر معمولی ذہانت کا مالک تھا۔

حسن نے اپنی ابتدائی عربی و فارسی تعلیم اپنے ہی والد شیوا کے تلمذ میں آکر حاصل اور حصول تعلیم کے بعد وہ اپنے والد اور بھائی جید دونوں سے ہر پہلو میں بازی لے گیا۔

حسن کو اپنی ملازمت اور تاریخ نویسی کی بدولت جہاں گردی کا بھی اچھا موقع مل گیا تھا

Scanned by CamScanner

چنانچہ کشمیر کے تقریباً تمام دیہات کا دورہ کیا ہے عـ۱ـ وادی کے اطراف واکناف میں گھومنے پھرنے کے بعد مورخ حسن نے پنجاب اور صوبہ سرحد کا سفر بھی کیا تھا۔ یوں پیر حسن شاہ نے اپنے وقت کے عالموں اور ادیبوں سے ملنے کیلئے بھی بڑے لمبے سفر اختیار کئے۔ ان ہی سفروں میں اس نے سلطان زین العابدین کے دور کے ملک الشعراء علامہ احمد کے وقائع کشمیر کی ایک نقل حاصل کی یہ نقل اسکو ملا محمد نامی اس شخص سے ملی تھی جو اُن دنوں راولپنڈی کے ایک گاؤں پنڈوری میں رہتا تھا۔ بقول حسن وہ کتاب دراصل سنسکرت کی رتناکر پران کا فارسی ترجمہ تھی اس میں ان ۳۲ ہندو راجاؤں کا حال درج تھا جنہوں نے کشمیر پر پانچ ہزار سال پہلے حکومت کی تھی اسکے علاوہ اس میں چھ سات حکمرانوں کا حال بھی درج تھا۔ تاریخ حسن میں ان راجاؤں کے ذکر سے اسکی کافی اہمیت بڑھ گئی ہے عـ۲ـ حسن کو اپنی تاریخ کی دوسری جلد تحریر کرنے کے دوران اہم ترین مواد وقائع کشمیر سے ہی حاصل ہوگیا ہے حسن نے اپنی تصنیف اعجاز غریبہ میں وقائع کشمیر ہاتھ آنے اور کچھ دیر بعد گم ہوجانے کا ذکر تفصیل سے کیا ہے پنجاب کے سفر میں اسکو کئی بزرگان زمانہ کے ساتھ ملاقات نصیب ہوگئی تھی جن میں خواجہ محمد تاشقندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ڈوگرہ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دور میں جب کشمیر میں خطرناک قسم کا قحط پڑا اور اسکے نتیجے میں بہت سے کشمیری ترک وطن کرنے پر مجبور ہوگئے تو مورخ حسن نے ایک فارسی نظم میں اسکے وزیر اعظم شری بنوں کے ظلم و جبر اور لاپرواہی کے خلاف لکھی اور مہاراجہ کو ایک محضر نامہ کی شکل میں بھیجدی۔ اسکے فوراً بعد مہاراجہ نے وزیر بنوں کو برطرف کردیا اس منظوم شکایتی نظم سے جہاں ڈوگرہ مہاراجہ کے دربار میں مورخ حسن متعارف ہوا وہاں اپنے عوام الناس میں بھی خاص مقبولیت حاصل ہوگئی۔

جب سر والٹر لارنس کو کشمیر کے کمشنر بندوبست اراضی کی حیثیت سے یہاں لایا گیا تو اسکی رہنمائی کے لیے حکومت وقت نے مورخ حسن کا انتخاب ہی عمل میں لایا۔ مورخ حسن کے بارے میں

عـ۱ـ مورخ حسن کا شاعرانہ مقام از ڈاکٹر رشید نازکی مطبوعہ شیرازہ حسن نمبر ۲

عـ۲ـ تاریخ حسن از صاحبزادہ حسن شاہ مطبوعہ شیرازہ حسن نمبر ۲

Scanned by CamScanner

لارنس نے صرف ایک دو بار اپنی تحریروں میں ذکر کیا ہے حالانکہ یہ بات صحیح ہے کہ دونوں کا ساتھ بہت سال تک رہا تھا۔ حسن نے لارنس صاحب کے ساتھ وادی کے طول و عرض کا دورہ کیا اور حسن نے ہی لارنس کو کشمیر کے بارے میں سب سے زیادہ تاریخی معلومات بہم پہنچائی تھیں بلکہ حسن نے ہی اسکو کشمیری زبان بھی سکھائی تھی لارنس نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جتنی بھی کشمیری زبان اس نے سیکھی تھی وہ حسن سے ہی سیکھی تھی۔ جب لارنس وائسرائے کے مشیر خاص بن گئے تو اس نے ریذیڈنٹ کے توسط سے حسن کو ایک دعوت نامہ بھیجا جس میں اسکو شملہ آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس باصلاحیت کشمیری کو وائسرائے کے سامنے پیش کیا جائے لیکن وہ دعوت نامہ تاخیر سے کشمیر پہنچا اور حسن اسکے آنے سے پہلے ہی وفات پا چکا تھا۔ ع۱

پیر حسن شاہ کی قابلیت کا اعتراف سر والٹر لارنس نے ان لفظوں میں کیا ہے۔

"MY KNOWLEDGE OF KASHMIR IS CHIEFLY LIMITED TO A COLOQUIAL ACQUAINTANCE WITH TERMS IN COMMON USE IN VILLAGE AND AGRICULTURAL LIFE WHAT ELSE I HAVE LEARNT I OWE TO PIR HASSAN SHAH A LEARNED KASHMIRI WHOE'S WORK LIES ENTIRELY AMONG THE VILLAGERS." ع۲

حسن کتنے بڑے پایہ کے عالم تھے اسکا اندازہ سر والٹر لارنس کے مندرجہ بالا اقتباس سے بھی ہوتا ہے۔ یہی کچھ کم امتیازی فضیلت نہ تھی کہ حسن سر والٹر جیسے پڑھے لکھے شخص کے لئے بھی استفادے کا سرچشمہ ثابت ہو سکا تھا۔ سر والٹر لارنس اور حسن شاہ کی دوستی کے پس منظر میں بعض حلقوں میں یہ قیاس آرائی بھی کی جاتی ہے کہ وقت کے سیاسی اور سماجی حلقوں میں حسن شاہ کو زیادہ مقبول بنانے میں

ع۱ حسن۔ جائزہ حیات از ڈاکٹر منظور فاضلی مطبوعہ شیرازہ حسن نمبر ۱

ع۲ THE VALLEY OF KASHMIR BY SIR WALTER LAWRENCE. CHAPTER XIX PAGE ۴۵۵

سردالٹر کا رول بھی کافی اہم تھا ع۱

مورخ حسن فارسی اور کشمیری زبان کا ایک بالغ نظر شاعر بھی تھا بلکہ مورخ ہونے کے ساتھ ساتھ اسکی انشاء پردازی کو بھی انفرادی حیثیت حاصل تھی۔ وزیر پنوں کے بعد دیوان اننت رام جب کشمیر کا وزیر اعظم مقرر ہوا تو اس نے حسن شاہ کو کتاب جغرافیہ کشمیر لکھنے کا کام تفویض کر لیا۔ اس وزارتی فرمان کے جواب میں حسن شاہ نے دیوان صاحب کو جو فارسی خط تحریر کر کے بھیجدیا تھا اسکا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ حسن کو فارسی انشانگاری پر واقعی طور زبردست قدرت حاصل تھی۔

خط کا متن آپ بھی ملاحظہ فرماتے :۔ "بعالی خدمت فیض موہبت، بندگان حضور فیض گنجور، دیوان صاحب فیاض زمان، مفخر دوران، عالی جاہ کیوان، ظہیر سلطنت مشیر مملکت، دام اقبالہم و اجلالہم میرساندکم !

فرمان لازم الاذعان کہ دربارۂ تصنیف کتاب جغرافیہ کشمیر بنام این گمنام صادر شدہ بود، پرتو ورود ارزانی فرمود۔ واثق آنست کہ در ہمیشہ و تسوید آں بدل وجان کوشش کردہ آید۔ چوں کہ تاحال کسے از مورخان کشمیر مکانات متبرکہ اہل ہنود بفارسی ضبط تاریخ نہ کردہ است، نظر برآں تبیتن مکانات اہل ہنود از آنجناب امداد و اعانت باید بود۔ امیدوارم کہ بنام کسے پنڈت شاستردان صادر شود کہ بموجب کتاب نیلہ مت پران وغیرہ تمامی استھان ہای دیوی و دیوتا وغیرہ بندہ را مترجم گرداند۔

احوال ملک نوعیکہ بود بدستور، بعض رعایا آباد و بعض مفرور، خیانت کنندگان مفرور، مالگذاران مقہور، بدنامی منتظمان مشہور، درآبادی آیندہ در بعض جاہا گمان مفتور، در بے باقی مالیت فتور، بندہ در تشریح و توضیح آں معذور۔

زیادہ آفتاب دولت و حشمت تابندہ و درخشان باد۔

عرضے غلام خاکسار حسن شاہ ع۲

ع۱ حرف آغاز از محمد یوسف ٹینگ شیرازہ حسن نمبر

ع۲ تاریخ حسن جلد ۱ ص ۵ انگریزی انٹروڈکشن

Scanned by CamScanner

موصوف نے تاریخ حسن کی تالیف کا آغاز سنہ ۱۳۰۱ھ سے سنہ ۱۳۱۴ھ مکمل کر لیا ع۱۔ تاریخ حسن میں حسن خاص عنوانات پر کام کیا گیا ان میں کشمیر کا محل وقوع، جغرافیہ، آب و ہوا، پیداوار، معدنیات اقتصادی حالات، درآمد و برآمد، تجارتی راستے، شاہراہیں، پہاڑی درے، چشمے، دریا، جھیلیں، قبیلے ذاتیں، ادویات، اشجار، اثمار، غلات، حیوانات، طیور آبی و خشکی، پلہائے کشمیر، مساجد، خانقاہیں، سفاین کشمیر، پرگنہ جات، بت خانہ ہائے کشمیر، حوادث و شدائد کشمیر وغیرہ قابل ذکر ہیں"۔ ان باتوں کی تفصیل مورخ حسن نے کچھ تو حیدر ملک کی تاریخ سے اور کچھ جغرافیہ کی کئی دیگر کتابوں سے مستعار لی ہیں۔ حسن نے اپنے لوگوں کے ماضی کے مطالعہ کیلئے انکی مجلسی اقتصادی اور جغرافیاتی حالات جاننے کی ضرورت کو محسوس کیا۔ حسن نے پہلے اس ضرورت کو سلاطین دہلی اور عہد مغلیہ کے تاریخ دانوں میں سے ابوالفضل کے بغیر کسی نے محسوس نہیں کیا تھا۔ ع۲

تاریخ حسن کی پہلی جلد بڑی تختی کی کتاب ہے جس کی ضخامت لگ بھگ ساڑھے پانچ سو صفحات پر محیط ہے اور ریسرچ اینڈ پبلیکیشن محکمہ نے سنہ ۱۹۵۴ء میں شائع کیا ہے۔ صاحبزادہ حسن شاہ نے اسکی تمہید انگریزی زبان میں تحریر کی ہے جو ۲۲ صفحات پر پھیلی ہوتی ہے۔

تاریخ حسن کے دوسرے حصے میں مورخ حسن نے کشمیر کے سیاسی حالات از ابتدائی آبادی کشمیر سے لیکر مہاراجہ رنبیر سنگھ تک کے زمانے سنہ وار قلمبند کئے ہیں۔ کشمیر سے متعلق جو بھی تواریخی کتابیں مختلف ادوار میں پنڈت کلہن کی راج ترنگنی سے لیکر ہر گوپال خستہ کی گلدستہ کشمیر تک تصنیف کی جا چکی ہیں۔ ان سبھوں میں سے تاریخ حسن کی یہی دوسری جلد زیادہ معتبر تصور کی جاتی ہے اس میں خاص طور ان تین سو برسوں کے دوران بادشاہوں کے حالات کو پیش کر کے اس کمی کو پورا کیا گیا ہے۔ جو کمی کلہن کی راج ترنگنی میں پائی جاتی تھی۔ تاریخ حسن مکمل سیاسی واقعات کا ایک بیش بہا مرقع ہے۔ حسن سے قبل کسی بھی کشمیری مورخ نے یہاں کی تاریخ اس طرح مکمل طریقے سے پیش

ع۱ حسن شاہ۔ شجرِ طلب از محمد امین ابن مہجور

ع۲ کشمیر انڈر سلطانز از پروفیسر محب الحسن

نہیں کی تھی یہ شرف صرف حسن شاہ کو ہی حاصل ہے۔ ع۱

پروفیسر محب الحسن کا کہنا ہے کہ مورخ حسن کی اس کتاب میں کشمیر کے افسانوی ماضی سے مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد تک سیاسی تاریخ درج ہے سلاطین کشمیر، شاہان مغلیہ اور افغانی فرمانرواؤں کا حال کسی حد تک تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ مگر سکھوں اور خاص طور پر ڈوگروں کے عہد حکومت کا حال لکھنے میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ تاریخ حسن میں یہ عیب بھی ہے کہ ڈوگرہ عہد کے واقعات سے چشم پوشی کی گئی ہے۔ دوسری خامی یہ ہے کہ حسن نے عام انسان کی زندگی اور اسکے حالات کو قابل توجہ نہیں سمجھا ہے بادشاہوں انکے امراء اور انکی فتوحات سے حسن کا دماغ اسقدر الجھا ہوا تھا کہ وہ عام آدمی کی زندگی، انکے عقائد، رسومات اور خورد و نوش کے بارے میں برائے نام اطلاعات بہم پہنچاتا ہے۔

تاریخ حسن کی تیسری جلد اسرار الاخیار ہے اسکو حسن نے ۱۳۰۵ھ میں لکھنا شروع ۱۳۱۴ھ میں مکمل کر لیا تھا۔ یہ جلد کشمیر کے ریشیوں، صوفیوں اور سنی مسلمان صلحاء و مشائخین اور اولیائے کرام کے حالات پر مبنی ہے اگرچہ اس حصے میں بھی مورخ حسن نے واقعات صحیح طور پیش کرنے کی پوری کوشش کی ہے پھر بھی کہیں کہیں سنین اور واقعات تحریر کرنے میں اس سے کئی غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں۔ پروفیسر محب الحسن کے کہنے کے مطابق اس حصے کا ماخذ محمد اعظم دیدمری کی "واقعات کشمیر" اور دوسرے تذکرے ہیں اور یہ حصہ اس شخص کے لئے بہت مفید ہے جو کشمیر میں تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہتا ہو مگر محب الحسن کی نظر میں اس جلد کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں شیعہ فرقے کا، صوفیوں اور بزرگوں نیز غیر مسلموں کے پیشواؤں کا کوئی بھی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔

اس جلد میں ۱۲۰۳ اولیائے کرام کا حال درج کیا گیا ہے اسکے علاوہ اس میں کشمیر کے مختلف حصوں اور خانقاہوں میں موجود اشیائے متبرکہ منجملہ موئے مقدس آنحضورؐ اور دوسرے اولیاء اللہ کے متبرکات کا تذکرہ بھی درج ہے تاریخ حسن کا یہی ایک حصہ تھا جسکا اب تک اُردو زبان میں ترجمہ کیا گیا

ع۱ پیر غلام حسن شاہ اور اسکی تصانیف از محمد امین رفیقی

Scanned by CamScanner

ہے۔اس ترجمے کو غلام محمد نور محمد کتب سرینگر نے سنہ ۱۹۶۰ء میں شائع کیا ہے۔البتہ اب کلچرل اکیڈمی کے ارشاد پر جلد ع۱ اور جلد ع۲ کا اُردو ترجمہ بھی پروفیسر شمس الدین احمد سے کرایا گیا ہے۔

تاریخ حسن کا چوتھا حصہ اصل میں تیسرے حصے کا ضمیمہ کہلایا جا سکتا ہے جسکی ابتدا کرتے وقت مورخ حسن نے کہا ہے

ختم کردی چوں حصہ فقراء　　　تازہ کن باز حصہ شعراء
حصہ چارمین بعد تعجیل　　　کن بتذکار شاعران تکمیل

اس میں ۱۱۸ فارسی شعراء میں سے بیشتر کے حالات بالکل اختصار کے ساتھ درج کئے گئے ہیں بہرحال کشمیر کے تہذیبی و ثقافتی سرمایہ کو مورخ حسن نے اچھے ڈھنگ سے ترتیب دیا ہے مگر کوئی محقق کسی شاعر پر کام کرنا چاہتے تو وہ مورخ حسن کی بہم کردہ اطلاعات پر انحصار نہ کر سکے گا۔ چوتھی جلد میں حسن نے فارسی شعرائے کشمیر کا جو تذکرہ پیش کیا ہے اسکا ماخذ بھی خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کی واقعات کشمیر کو گردانا جاتا ہے۔

مذکورہ اہم تواریخی کتابوں کے علاوہ مورخ حسن کی دوسری تصانیف میں نغمہ گلستان اخلاق اور اعجاز غریبہ شامل ہیں گلستان اخلاق میں دو ہزار نو سو انتالیس ۲۹۳۹ اشعار ہیں مورخ حسن نے اپنی اس کتاب کو سنہ ۱۲۹۳ھ میں مکمل کر لیا ہے اور سال تصنیف ان ہی اس شعر سے برآمد ہوتا ہے۔

بے نام و تاریخ ایں بوستان　　　گلستان اخلاق اے جاں بخوان

گلستان اخلاق اصل میں ایک مثنوی ہے جس میں اور باتوں کے علاوہ مناجات، نعت رسول مقبولؐ اور منظوم ذکر معراج شامل ہے۔مذکورہ مناجات کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائے۔

خدائیکہ اول ندارد ورا　　　در انجام آخر نشاید ورا
خدائیکہ امکان ندارد نظیر　　　علیم و حکیم و سمیع و بصیر
خدائیکہ ایں کرہ آب و خاک　　　معلق از و بر ہوا غیر پاک

نعت لکھنے میں مورخ حسن کا انداز بہت دلربا اور اچھوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

محمد شہنشاہِ مالکِ رقاب   رسالت مآب و معلیٰ رکاب

سرفراز و سردارِ دنیا و دین   سر و افسرِ عسکرِ مسلمین

خدایش خلاعِ خلافت بجود داد   درِ علم ہر شے بخاطر نہاد

معراج نبویؐ کا نقشہ ان لفظوں میں بہت ہی نرالے ڈھنگ سے کھینچا گیا ہے۔

خروجش سرتاج از ابتہاج   عروجش بمواج باصد رواج

چو از ہفت خوان فلک درگذشت   زچار عنصر و شش جہت برگذشت

چوں از قاب قوسین تقرب گزید   بعدر ولی و تدلیٰ رسید

الٰہی حسن را برائے ھُدا   ہدایت کن از بہر آن مقتداء

ان چیزوں کے بعد زیر تذکرہ مثنوی میں جمادات، نباتات اور حیوانات کا ذکر فلسفیانہ انداز میں کیا گیا ہے اور یہ بات واضح کی گئی ہے کہ نباتات سے حیوانات اور پھر حیوانات سے انسان افضل و اعلیٰ اور اشرف المخلوقات کا درجہ رکھتا ہے۔

ازاں جملہ شد خاص نخل اے جوان   با قسم حیوان شود وصل آں

نر و مادہ در نخل خرما نگر   کہ بجز وصل نر مادہ ندہد ثمر

چوں آن نخل خرما بجز وصل نر   نہ بخشد ثمر گشت حیوان اثر

اعجاز غریبہ مورخ حسن کی کشمیری زبان میں لکھی گئی کتاب ہے اس میں رسول کونینؐ کے معجزات کو معتبر اور مستند کتابوں میں سے نکال کر پیش کیا گیا ہے جن کتابوں کو خصوصاً بنیاد بنا کر ۱۶۰۸ اشعار معجزات نبوی سے متعلق تخلیق کئے گئے ہیں ان میں مدارج 'معارج' اور روضۃ الاحباب شامل سمجھی جاتی ہیں۔ حسن نے اعجاز غریبہ میں اشعار کی بنیاد فقط مستند حدیثوں اور دوسرے تاریخی واقعات پر رکھی ہے اور یوں مصنف نے دوسرے شعراء کی طرح غلو سے اپنا دامن بچایا ہے۔ ان اشعار کی زبان بالکل عام فہم اور سلیس ہے۔

تاریخ حسن مکمل کرنے کے تین سال بعد مورخ حسن ۶۸ سال کی عمر پا کر ۱۳ نومبر ۱۸۹۸ء

Scanned by CamScanner

فوت ہو گئے حسن کے اس شعر سے بھی انکی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

بلبل باغ اصفیا احمد ساجد بزیست　　　　از پے سال وفات یافت حسن بہشت گو

کشمیر کے اس بے بدل اور مایہ ناز مورخ اور شاعر کی تربت کو انکے مرنے کے ۷۵ سال بعد صادق وزارت کے دوران موضع گامرو میں نہایت جست وخیز کے بعد تلاش کیا گیا اور ایک شاندار لوح انکی قبر پر نصب کر لی گئی

ان ہی دنوں سرینگر کے ٹیگور ہال میں ریاستی کلچرل اکادمی کی طرف سے حسن کے کارناموں اور انکی حیات پر تاریخی نوعیت کا سیمنار منعقد کرایا گیا تھا جس میں فارسی زبان و ادب، تذکرہ نگاری اور تاریخ نویسی میں کارہائے نمایاں دکھانے والے عظیم کشمیری مرحوم حسن کے تیئں مناسب خراج عقیدت پیش کیا گیا تھا لیکن حسن کے کارناموں پر مزید سیمناروں کا انعقاد عمل میں لانے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے ہی عہد حاضر کے فاضل مقالہ نگاروں کے ذریعے دیگر خامیوں کی نشاندہی کرانے کے بعد ان کے ازالہ کا اہتمام بھی کیا جاسکتا ہے۔

Scanned by CamScanner